وضوء اور نماز کا نبوی طریقہ

الإلمام بصفة وضوء وصلاة خير الأنام عليه أفضل الصلاة وأتم السلام

ترتیب:

أحمد بن ياسين الأسود

غفر الله له ولوالديه ولجميع المسلمين

تقديم ومراجعہ:

ڈاکٹر محمد ہشام طاہری ابو صلاح

حفظه الله ورعاه

تفصیلاتِ کتاب

* کتاب : وضوء اور نماز کا نبوی طریقہ

* ترتیب : احمد بن یاسین الأسود

* تقدیم ومراجعہ : ڈاکٹر محمد ہشام طاہری ابو صلاح

* سن اشاعت : 2021-1442

* صفحات : 39

* ایمیل : binhifzurrahman@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العباد، أحمده سبحانه آلاؤه مشاهدة في البلاد، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، شهادة أرجو بها النجاة يوم التناد، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله سيد الحاضر والباد، صلى الله عليه وعلى آله وصحبه ومن اقتفى أثرهم إلى يوم المعاد، وبعد:

میں نے اپنے بھائی شیخ احمد بن یاسین الأسود -اللہ ان کے ذریعہ قوم وملت کو نفع پہنچائے- کی ترتیب دی ہوئی اس کتاب کو پڑھا جس میں انہوں نے : "وضوء اور نماز کا طریقہ" مختصر انداز میں بیان کیا ہے اور ان دونوں عبادات سے متعلق راجح مسائل کو ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود سلیس اور سہل ہے ، اس کی عبارت فصیح وبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ ودلچسپ بھی ہے، مؤلف نے انوکھے انداز میں اسے ترتیب دیا ہے، وضوء اور نماز میں جو ترتیب مطلوب ہے ، اسی ترتیب سے ان کے مسائل بھی ذکر کئے ہیں، نیز جن مراجع ومصادر سے استفادہ کیا ہے، ان کے حوالہ جات بھی درج کردیے ہیں۔ وہ اپنی اس علمی کاوش میں کامیاب وبامراد ہیں، اس کتاب کے ذریعہ ان کا علمی معیار بھی نمایاں ہوکر سامنے آیا ہے اور اختصار نویسی میں اپنے فضل وکمال کو بھی ثابت کردیا ہے۔

مؤلف نے تشریح ووضاحت کے لئے جس موضوع کو چنا ہے وہ ان کے حسن انتخاب کا بہترین نمونہ ہے کیوں کہ نماز دین کا ستون ہے، رب العالمین کی نظر میں اس کا بڑا مقام ومرتبہ ہے، اسے وضوء کی حالت میں ادا کیا جاتا ہے، اس لئے مطلوبہ طریقے کے مطابق وضوء اور نماز کی ادائیگی ہی ان دونوں مہتم بالشان عبادات کے فضائل وبرکات کو پانے کا واحد راستہ ہے۔

وضوء اور نماز کے معاملہ میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں ، ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ وہ ان میں سے کس زمرہ سے تعلق رکھتا ہے:

کچھ لوگ وضوء اور نماز کے سلسلے میں اس قدر غلو کا شکار ہوئے کہ شرعی طریقہ کو چھوڑکر نئے ایجاد کردہ طریقہ کو اختیار کرلیا۔چنانچہ انہوں نے مسنون طریقہ کو ترک کردیا جس کے نتیجے میں ان کا وضوء اور ان کی نماز روایتی حرکات اور عجیب وغریب اشکال کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔

کچھ لوگوں نے وضوء اور نماز کے سلسلے میں غفلت اور لا پرواہی سے کام لیا اور شرعی طریقہ کے مطابق ان کی ادائیگی میں کوتاہی کی ، ان لوگوں نے وضوء اور نماز کے صحیح اور ثابت شدہ طریقے کو چھوڑ کر مکروہ وناپسندیدہ طریقہ ایجاد کر لیا، جس کی وجہ سے ان عبادات کے جو خوشگوار اثرات زندگی پر مرتب ہونے چاہیئے تھے وہ فوت ہوگئے ، اس کے نتیجہ میں وضوء اور نماز سے انہیں نہ تو کسی طرح کی روحانیت کا احساس ہوتا ہے اور نہ نفس کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے ۔ وہ صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر وضوء اور نماز کے عمل کودہراتے ہیں اور عبادت کے معنی و مفہوم اور اس کے شعور وادراک سے ناآشنا رہتے ہیں۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو سب سے بہتر ہیں ، یہ لوگ وضوء اور نماز کو عبادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں ، ان کی ادائیگی میں اخلاص نیت اور اتباع نبوی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، چنانچہ ان کے دل اخلاص سے معمور ہوتے ہیں اور اعضاء وجوارح سے اتباع نبوی کا اظہار ہوتا ہے ، جس کے نتیجے میں انہیں قلبی و جسمانی تزکیہ و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور وضوء اور نماز کے فیوض وبرکات سے وہ بہرہ ور ہوتے ہیں ، اس کی وجہ سے ان کے چہرے تروتازہ اور روشن ومنور نظر آتے ہیں۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ ہمیں فہم سلف کے مطابق کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے ۔اس کتاب کو اور اس کے مؤلف وناشر اور قاری کو دین وملت کے لئے نفع بخش بنائے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله رب العالمين.

از قلم:

ڈاکٹر محمد ہشام طاہری ابوصلاح

اسلامک ریسرچ اسکالر

إدارة البحوث والموسوعات الإسلامية

وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية

کویت

۲۰/۵/۱۴۳۶ھ

۹/۳/۲۰۱۵ء

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

أما بعد:

اسلام میں نماز کا نہایت بلند مقام ومرتبہ ہے ، اللہ کی فرض کردہ دیگر عبادات کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو نماز کو حاصل ہے ، کیوں کہ نماز دین کا ستون ہے ، یہی وہ عمل ہے جس کا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے حساب وکتاب ہو گا ، ارکانِ اسلام میں شہادتین کے بعد دوسرے نمبر پر نماز ہی ہے تاکہ یہ عبادت اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری کی عملی دلیل اور گواہ بنے ، اللہ تعالی نے نماز کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ ہم کلام ہو کر اس وقت فرض کیا جب اپنی عظیم الشان نشانیاں دکھانے کے لئے آپ کو آسمان کے سفر معراج پر بلایا ، کسی فرشتہ کے ذریعہ روئے زمین پر اس کی فرضیت نازل نہیں ہوئی۔

اسی لئے علمائے اسلام نے اس عباد ت کا دیگر مفروضہ عبادات کی بہ نسبت زیادہ اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے فضائل و مقام ، انواع واقسام ، شروط وارکان ، واجبات اور طریقے وغیرہ تمام احکام کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔

نماز کی اہمیت ہی کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اسی طرح نماز ادا کریں جس طرح آپ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے ، آپ کا ارشاد گرامی ہے: "جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو"[1]۔

---

(1) اسے بخاری (٦٣١) نے روایت کیا ہے۔

چونکہ نماز کے لئے وضو ایک لازمی شرط ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےاس کی یہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ: "جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعات نماز اس طرح پڑھی کہ اپنے دل سے باتیں نہ کیں تو اللہ تعالی اس کے سابقہ گناہ معاف کردے گا"[2]۔

اس لئے علمائے کرام نے نماز کی شروط میں سے اس کے احکام ، فرائض، واجبات ، سنن اور مُبطلات وغیرہ کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ان دو احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے اس مختصر کتاب میں صحیح احادیث میں وارد وضو اور نماز کے نبوی طریقے کو بیان کیا ہے۔میں نے ہر عبادت کو اس کے آغاز سے اختتام تک ترتیب وار ذکر کیا ہے ، سب سے پہلے وضو کے فضائل بیان کئے ہیں، اس کے بعد اس کاطریقہ ذکر کیا ہے، پھر نواقضِ وضو کو بیان کیا ہے ، اخیر میں وضو سے متعلق بدعات اور غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔نماز کے تعلق سے بھی میں نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے ، چنانچہ پہلے اس کی فضیلت بیان کی ہے، پھر اس کی ادائیگی کے طریقے کی وضاحت کی ہے، اس کے بعد نماز سے متعلق بدعات اور غلطیوں کو ذکرکیا ہے۔میں نے مسائل کے دلائل کو ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے، سوائے ان چند مسائل کے جن کی دلیلیں ذکر کرنا ناگزیر تھا ، اختلافی مسائل کی تفصیل میں جانے سے اعراض کرتے ہوئے صرف ان کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا ہے ، نیز بیمار اور معذور حضرات کے لئے وضو اور نماز کے طریقے کو بھی میں نے ذکر نہیں کیا ہے، اس کتاب میں حتی المقدور اختصار کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تاکہ سہل ، آسان اور مختصر انداز میں یہ کتاب عام مسلمانوں کے لئےلائقِ استفادہ ہو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کو اپنی رضا وخوشنودی کے لئے خاص کرلے، مجھے اور میرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اس سے فائدہ پہنچائے ، میری ، میرے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے، نیز اس کتاب کے مقدمہ نگار، اس پر نظر ثانی کرنے والے ، اسے پڑھنےوالے، اس کی طباعت اور نشرواشاعت میں حصہ لینے

---

(2)اسے بخاری(۱۵۹)، مسلم(۲۲۶)اور نسائی(۶۸) نے روایت کیا ہے۔

والے اور اس کتاب کی تصحیح اور ثابت شدہ باتوں پر عمل کرنے والے سب کو اپنے سایۂ عفو ودرگزر میں جگہ عنایت کرے ۔

والحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه
أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

وضو کی فضیلت[3]

۱-عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں"[4]۔

۲-عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اس طرح وضو کرے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کو نماز کا اور مسجد میں جانے کا الگ ثواب ہو گا"[5]۔

۳-عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

"جو بندہ مسلم اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے"[6]۔ ایک روایت میں ہے کہ: "جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر فرض نماز ادا کرے..."۔

۴-عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(3) اکثر و بیشتر احادیث میں نبی ﷺ کے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں: "جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا..."، (خوب اچھے سے وضو کیا...)، "بہتر انداز میں وضو کرے..."، "جو اس طرح وضو کرے..."، "جو میری طرح وضو کرے..."، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان احادیث میں وضو کی جس فضیلت اور اجر و ثواب کا ذکر آیا ہے، اس سے بہرہ ور ہونے کے لئے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کرنا ضروری ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وضو کا طریقہ سیکھنا، اس کا مکمل علم رکھنا اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم دینا کتنا اہم ہے، معلوم ہوا کہ وہ وضو جو ان اوصاف (احسان اور اسباغ) سے عاری ہو، اس سے فرض تو ادا ہو سکتا ہے، اس کی فضیلت نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔

(4) اسے مسلم (۲۴۵) نے روایت کیا ہے۔

(5) اسے مسلم (۲۲۹) اور ابن ماجہ (۲۳۱) نے روایت کیا ہے۔

(6) اسے مسلم (۲۲۷) نے روایت کیا ہے۔

”جس نے نماز کے لیے وضو کیا، اور کامل وضو کیا، پھر فرض نماز کے لیے چلا، اور آ کر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی یا جماعت کے ساتھ، یا مسجد میں (تنہا) نماز پڑھی، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا“[7]۔

۵-ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کی طرف چلا تو دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں تو اسے بھی اللہ تعالیٰ جماعت میں شریک ہونے والوں کی طرح ثواب دے گا، اس سے جماعت سے نماز ادا کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی“[8]۔

٦-ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ (یہ راوی کا شک ہے) اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس کی آنکھوں نے کیے تھے ، پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ (یہ بھی راوی کا شک ہے) وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے ہیں، پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ (یہ بھی راوی کا شک ہے) وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے“[9]۔

۷-عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو اچھی طرح وضو کرے، پھر اپنے دل اور چہرے کو پوری طرح سے متوجہ کر کے دو رکعت نماز ادا کرے، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی“[10]۔

---

(7) اسے مسلم (۲۳۲) اور نسائی (۸۵۵) نے روایت کیا ہے۔

(8) اسے ابوداود (۵٦۴) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(9) اسے مسلم (۲۴۴) اور ترمذی (۲) نے روایت کیا ہے۔

(10) اسے نسائی (۱۵۱) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ

۱-مسلمان اپنے دل سے وضو کی نیت کرے، زبان سے نیت کے الفاظ نہ نکالے۔

وضو کے لئے نیت شرط ہے، کیوں کہ وضو عبادت ہے اور عبادت کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیت کرنا ضروری ہے جس سے عبادت کا تعین ہو سکے، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے: "تمام اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے"[11]۔

۲-پھر اپنی زبان سے صرف "بسم اللہ "[12] پڑھ کر اللہ تعالی کا نام لے، اور "الرحمن الرحیم "کا اضافہ نہ کرے۔

۳-اس کے بعد تین دفعہ[13] اپنی ہتھیلی کو دھوئے اور انگلیوں کے درمیان خلال کرے[14]۔

ہتھیلی کی تحدید: انگلیوں کے آخری سرے سے لے کر کلائی کی جڑ تک۔

۴-اس کے بعد دائیں ہتھیلی کی ایک ہی چلو سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ (کی انگلیوں) سے ناک صاف کرے[15]، ایسا تین دفعہ کرے[16]۔

کلی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: (منہ میں پانی ڈال کر کلی کرے)۔

ناک میں پانی ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ: (ناک میں پانی ڈالے اور سانس کے ذریعہ اندر تک اسے کھینچے)۔

ناک صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: (ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اس سے پانی نکالے)۔

---

(11) اسے بخاری (۱) اور مسلم (۱۹۰۷) نے روایت کیا ہے۔

(12) اسے ترمذی (۲۵)، نسائی (۷۸)، ابن ماجہ (۳۲۶) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(13) اسے بخاری (۱۶۴)، (۱۸۶) اور مسلم (۲۲۶)، (۲۳۵) نے روایت کیا ہے۔

(14) اسے ابوداود (۱۴۲)، ترمذی (۷۸۸)، نسائی (۱۱۴) اور ابن ماجہ (۳۶۷) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(15) اسے دارمی (۱/۱۷۸) نے روایت کیا ہے اور البانی نے مشکاۃ المصابیح (۱/۱۲۹) میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

(16) اسے بخاری (۱۸۶) اور مسلم (۲۳۵) نے روایت کیا ہے۔

۵- پھر تین دفعہ پورے چہرے کو دھوئے[17] اور داڑھی میں خلال کرے[18]۔

چہرہ کی تحدید: لمبائی میں بال نکلنے کی جگہ (ہیئر لائن) سے لے کر ٹھڈی تک، اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، اس میں دونوں طرف کی کنپٹی اور داڑھی بھی شامل ہیں۔

٦- پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے، اسی طرح بائیں ہاتھ کو بھی دھوئے[19] اور انگلیوں کے درمیان خلال کرے[20]۔

کہنی سے مراد وہ جوڑ ہے جو ہاتھ اور بازو کے درمیان ہوتی ہے۔ انگلیوں کے سرے سے لے کر کہنی تک پورے ہاتھ کو دھونا واجب ہے، صرف کلائی سے لے کر کہنی تک دھونا کافی نہیں۔

۷- اس کے بعد کانوں سمیت[21] پورے سر[22] کا صرف ایک دفعہ مسح کرے۔

مسح کرنے کا طریقہ: دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انہیں پیشانی سے سر کے آخری حصہ (گدی) تک لے جائے، پھر وہاں سے پیشانی تک واپس لائے[23]، اس کے بعد اسی پانی سے کانوں کا مسح کرے، چنانچہ شہادت کی انگلیوں (سبّاحۃ)[24] سے کان کے اندرونی حصہ کا اور انگوٹھوں سے باہری حصہ کا مسح کرے[25]، کان اور سر کے بال کے درمیانی حصہ کا مسح کرنا نہ بھولے، کیوں کہ وہ بھی سر کے احاطہ میں داخل ہے جس کا مسح کرنا واجب ہے۔

---

(17) اسے بخاری (١٦٤)، (١٨٦) اور مسلم (٢٢٦)، (٢٣٥) نے روایت کیا ہے۔

(18) اسے ترمذی (٣١) اور ابن ماجہ (٣٤٩) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(19) اسے بخاری (١٦٤)، (١٨٦) اور مسلم (٢٢٦)، (٢٤٦) نے روایت کیا ہے۔

(20) اسے ابوداود (١٤٢)، ترمذی (٧٨٨)، نسائی (١١٤)، ابن ماجہ (٣٦٧) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(21) اسے ابوداود (١٣٤)، ترمذی (٣٧) اور ابن ماجہ (٣٦٢) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(22) اسے بخاری (١٦٤)، (١٨٦) اور مسلم (٢٢٦)، (٢٣٥)، (٢٤٦) نے روایت کیا ہے۔

(23) اسے بخاری (١٨٥) اور مسلم (٢٣٥) نے روایت کیا ہے۔

(24) "سباحۃ" عربی میں اس انگلی کو کہتے ہیں جو انگوٹھے کے بعد ہوتی ہے، اس کا ایک نام "سبابۃ" بھی ہے، البتہ اسے "سباحۃ" سے موسوم کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(25) اسے ابوداود (١٣٥) اور ابن ماجہ (٣٥٨) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

۸-اس کے بعد ٹخنوں سمیت تین دفعہ دائیں پاؤں کو دھوئے، پھر اسی طرح بائیں پاؤں کو بھی دھوئے[26]۔

دونوں پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصہ کو رگڑے اور ان کا خلال کرے[27]۔

ایڑی کو خوب اچھے سے دھوئے[28]۔

ایڑی سے مراد: پاؤں کا وہ پچھلا حصہ ہے جو ٹخنے کے نیچے ہوتا ہے۔

۹-اخیر میں وضو کے بعد کی یہ مستحب دعا پڑھے:

«أشـــهد أن لا إله إلا الله وحده لا شـــريك له وأشـــهد أن محمدا عبده ورســـوله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين»[29]

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔

یا یہ دعا پڑھے:

«سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك»[30]

ترجمہ: اے اللہ! تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے لیے ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

---

(26) اسے بخاری (۱۶۴)، (۱۸۶) اور مسلم (۲۲۶)، (۲۳۵)، (۲۴۶) نے روایت کیا ہے۔

(27) اسے ابوداود (۱۴۸)، ترمذی (۴۰)، ابن ماجہ (۳۶۵) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(28) اسے بخاری (۶۰) اور مسلم (۲۴۱) نے روایت کیا ہے۔

(29) اسے مسلم (۲۳۴) نے روایت کیا ہے، البتہ اس کی روایت میں یہ الفاظ نہیں آئے ہیں: « اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين »، ان الفاظ کے ساتھ اسے ترمذی (۵۵) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(30) اسے البانی نے صحیح الجامع (۶۱۷۰) میں صحیح کہا ہے۔

نواقضِ وضوء

۱- پیشاب اور پاخانے کے راستے سے نکلنے والی ہر چیز ناقضِ وضوء ہے[31]، خواہ وہ پیشاب ہو، یا پاخانہ ہو، یا ریاح ہو[32]، یا منی ہو[33]، یا مذی ہو، یا ودی ہو، یا کیڑا ہو، یا پیپ ہو، یا خون ہو، یا پتھری ہو، یا کوئی اور چیز۔ نکلنے والی چیز کوئی نادر شئ ہو یا عام شیء، کم مقدار میں ہو یا زیادہ، سیال ہو یا سخت (ہر حال میں اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔

۲- گہری نیند[34]، کیوں کہ اس حالت میں وضوء ٹوٹنے اور لاشعوری طور پر کوئی چیز خارج ہونے کا پورا امکان رہتا ہے، البتہ ہلکی نیند سے وضوء نہیں ٹوٹتا جس میں انسان کی حس بحال ہو اور وہ اپنے نفس پر ضبط بھی رکھتا ہو[35]۔

۳- نیند کے بجائے کسی اور وجہ سے عقل کا زائل ہونا[36]۔ خواہ اس کی وجہ جنون ہو، یا بے ہوشی ہو، یا دوا ہو، یا نشہ ہو، یا کوئی اور وجہ ہو۔ خواہ عقل زائل رہنے کی مدت لمبی ہو یا مختصر۔

۴- اونٹ کا گوشت کھانا، چنانچہ اونٹ کا گوشت، اوجھ، آنت، تلی، دل، پھیپڑا، جگر اور چربی وغیرہ کھانے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

۵- شہوت کے ساتھ بغیر کسی آڑ کے شرمگاہ کو چھونا، خواہ پیشاب کا راستہ ہو یا پاخانہ کا[37]۔

---

(31) دیکھیں: صحیح بخاری (۱۳۲) (۱۳۵)، صحیح مسلم (۳۰۳)، سنن ترمذی (۹۶) اور سنن ابن ماجہ (۳۹۲)

(32) اگر عورت کی شرمگاہ سے ریاح خارج ہو تو صحیح قول کے مطابق اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے، لیکن عورت احتیاط کے طور پر اختلاف سے بچنے کے لئے وضوء کر لے تو بہتر ہو گا۔

(33) یہ کوئی مخفی امر نہیں کہ منی کا خارج ہونا حدث اکبر ہے جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے، لہذا صرف وضوء کرنا کافی نہیں ہو گا۔

(34) دیکھیں: سنن ابی داود (۲۰۳)، سنن ترمذی (۹۶) اور سنن ابن ماجہ (۳۹۱) (۳۹۲)

(35) دیکھیں: صحیح مسلم (۳۷۶) اور سنن ابی داود (۲۰۰)

(36) دیکھیں: صحیح بخاری (۶۸۷)، صحیح مسلم (۴۱۸) اور سنن نسائی (۸۳۳)

(37) دیکھیں: سنن ابی داود (۱۸۱)، سنن ترمذی (۸۵)، سنن نسائی (۱۶۳) (۱۶۵)، سنن ابن ماجہ (۳۹۳) (۳۹۴)، مشکاۃ المصابیح (۳۰۵) اور صحیح الجامع (۳۶۲)

٦-اسلام سے مرتد ہونا-العیاذ باللہ-، کیوں کہ ردت تمام اعمال کو غارت کر دیتی ہے، جن میں ہر قسم کی عبادت واطاعت اور وضوء بھی شامل ہیں۔

وضوء کے تعلق سے بدعتیں، غلطیاں اور خلاف ورزیاں

* ریاح خارج ہونے پر استنجا کرنا اور بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ ریاح خارج ہونے کے بعد استنجا کرنا وضوء کے افعال میں سے ہے۔

* بعض لوگوں کا یہ گمان کرنا کہ ہر نماز کے لئے (از سر نو) وضوء کرنا واجب ہے۔

* ہاتھوں کو دھونے سے پہلے انہیں وضوء کے برتن میں داخل کرنا۔

* وضوء کا آغاز کرتے وقت بلند آواز سے نیت کرنا۔

* وضوء کرنے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنا۔

* ہتھیلیوں اور ہاتھوں کو دھوتے وقت پہنی ہوئی انگوٹھی کو نہ ہلانا۔

* وضوء کے درمیان نہ کلی کرنا اور نہ ناک صاف کرنا۔

* کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے ہتھیلی کے ایک ہی چلو (پانی) کو استعمال نہ کرنا۔

* بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وضوء کے لئے مصنوعی دانتوں کو نکالنا واجب ہے۔

* ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرنا۔

* چہرہ کے بعض حصوں کو نہ دھونا، جیسے دونوں کنپٹی اور دونوں طرف کی داڑھی۔

* آنکھ کے باطنی حصہ کو دھونا۔

* ہاتھ کو صرف کلائی جو کہ ہتھیلی کا آخری حصہ ہے، سے کہنی تک دھونا (اور ہتھیلی کو نہ دھونا)۔

* اعضائے وضوء پر ایسی رکاوٹ کا پایا جانا جو ان اعضاء تک پانی پہنچنے میں حائل ہو جن کو دھونا واجب ہے۔

* پورے سر کا مسح نہ کرنا۔

* تین دفعہ سر کا مسح کرنا۔

* وضوء کے درمیان گردن یا گلا کا مسح کرنا۔

* سر کا مسح کرنے کے بعد کانوں کا مسح کرنے کے لئے نیا پانی استعمال کرنا۔

* تین دفعہ کانوں کا مسح کرنا۔

* وضوء میں پاؤں کو دھونے کے بجائے ان کا مسح کرنا۔

* ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے ہوئے انگلیوں کے درمیان خلال نہ کرنا۔

* پاؤں دھوتے ہوئے ایڑی کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا۔

* یہ عقیدہ رکھنا کہ موزوں پر مسح کرنا صرف موسم سرما کے ساتھ خاص ہے۔

* وضوء سے پہلے، یا وضوء کے درمیان یا اس کے بعد ایسی دعاؤں کا اہتمام کرنا جو نبی ﷺ سے وارد نہیں ہیں۔

* وضوء سے فارغ ہونے کے بعد سورۃ القدر کی تلاوت کرنا۔

* وضوء کے درمیان ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔

* بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وضوء اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب تمام اعضائے وضوء کو تین تین دفعہ دھویا جائے۔

* تمام اعضائے وضوء یا بعض اعضائے وضوء کو تین سے زائد مرتبہ دھونا۔

* بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ گندگی کو چھونے سے دوبارہ وضوء کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

* وضوء سے فارغ ہونے کے بعد "زمزم" کہنا۔

* وضوء کے درمیان بات کرنے میں حرج محسوس کرنا۔

* بچہ کی شرمگاہ کو چھونے کے بعد عورت کا دوبارہ وضوء کرنا۔

نماز کی فضیلت اور اسے ضائع کرنے کی شدید ممانعت

اسلام میں نماز کی بڑی بیش بہا فضیلتیں آئی ہیں، قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ کریں:

۱-اللہ تعالی نے نماز کو ایمان سے موسوم کیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾[38]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

۲-اللہ تعالی نے نماز کو ایمانی اخوت وہمدردی کی علامت بتایا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ﴾[39]

ترجمہ: اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

۳-اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد ﷺ اور ان کے پیروکاروں کو یہ حکم دیا کہ وہ اہل خانہ کو نماز کا حکم دیتے رہیں اور اس (راہ میں آنے والی اذیتوں) پر صبر سے کام لیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾[40]

ترجمہ: اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جما رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پرہیزگاری ہی کا ہے۔

---

(38) سورۃ البقرۃ: ۱۴۳

(39) سورۃ التوبۃ: ۱۱

(40) سورۃ طہ: ۱۳۲

۴-اللہ تعالی نے اپنے ان بندوں کی تعریف کی ہے جو نماز کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے:(وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا)[41]

ترجمہ:اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی۔وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا، اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔

۵-اللہ تعالی نے یہ خبر دی ہے کہ نماز کی پابندی کرنا کامیاب لوگوں کی صفت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:(قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ)[42]

ترجمہ:یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

٦-اللہ تعالی نے بیان فرمایاہے کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:(وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ)[43]

ترجمہ:نماز قائم کریں، یقینا نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

۷-نماز ضائع کرنے والوں کی اللہ تعالی نے مذمت بیان کی ہے اور نہیں عذاب کی وعید سنائی ہے، فرمان باری تعالی ہے:(فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا)[44]

ترجمہ:پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔

---

(41)سورۃ مریم:۵۴-۵۵

(42)سورۃ المؤمنون:۱-۲

(43)سورۃ العنکبوت:۴۵

(44)سورۃ مریم:۵۹

۸-اللہ تعالی نے منافقوں کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ نماز میں سستی کرتے ہیں، فرمایا:(وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ)[45]

ترجمہ: جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں۔

رسول ﷺ کی بہت سی احادیث میں بھی نماز کی فضیلت بیان کی گئی ہے، بطور مثال چند احادیث پیش خدمت ہیں:

۱-نماز اسلام کا ستون ہے، جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے"[46]۔

۲-نماز ہی وہ عمل ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن سب سے پہلے حساب وکتاب ہو گا، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا محاسبہ ہو گا، اگر وہ ٹھیک رہی تو سارے اعمال ٹھیک رہیں گے، اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے "[47]۔

۳-شہادتین کے بعد نماز اسلام کا سب سے بڑا اور اہم ترین رکن ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا"[48]۔

۴-نماز نبی ﷺ کی ان آخری وصیتوں میں سے ایک ہے جو آپ نے وفات سے قبل کی تھی، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کی آخری بات (انتقال کے موقع پر) یہ تھی کہ: نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا، اور جو تمہاری ملکیت میں (غلام اور لونڈی) ہیں ان کے معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہنا[49]۔

---

(45) سورۃ النساء:۱۴۲

(46) اسے ترمذی (۲۶۱۶) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے۔

(47) اسے البانی نے صحیح الجامع (۲۵۷۳) اور صحیح الترغیب (۳۷۶) میں صحیح کہا ہے۔

(48) اسے بخاری (۸) اور مسلم (۱۶) نے روایت کیا ہے۔

(49) اسے ابوداود (۵۱۵۶) نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح الجامع (۴۶۱۶) اور صحیح الأدب المفرد (۱۱۸) میں اسے صحیح کہا ہے۔

۵- نماز انسان کے ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ،،بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصلہ مٹانے والا عمل) نماز کا ترک کرنا ہے،،[50]۔

٦- نماز گناہوں کو دھو دیتی اور خطاؤں کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پانچ نمازوں کی مثال تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر چلتی ہوئی بہت بڑی نہر کی سی ہے، وہ اس میں سے روزانہ پانچ دفعہ غسل کرتا ہو "[51]۔

نیز ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب (انسان) کبیرہ گناہوں سے اجتناب کر رہا ہو تو پانچ نمازیں، ایک جمعہ (دوسرے) جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، درمیان کے عرصے میں ہونے والے گناہوں کو مٹانے کا سبب ہیں"[52]۔

۷- نماز اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالی اس نماز اور اگلی نماز کے درمیان ہونے والی غلطیوں کو بھی معاف کر دیتا ہے، جیسا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، مگر وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گی، جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی"[53]۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز پڑھے، تو اس کے وہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، جو اس نماز اور اگلی نماز کے درمیان ہوں گے"[54]۔

---

(50) اسے مسلم (٨٢) نے روایت کیا ہے۔

(51) اسے مسلم (٦٦٨) نے روایت کیا ہے۔

(52) اسے مسلم (٢٣٣) نے روایت کیا ہے۔

(53) اسے مسلم (٢٢٨) نے روایت کیا ہے۔

(54) اسے مسلم (٢٢٧) نے روایت کیا ہے۔

۸- نماز کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالی درجات بلند کرتا اور خطائیں معاف فرماتا ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے کہا: "تم اللہ کے حضور کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ تم اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ اس کے نتیجے میں تمہارا درجہ ضرور بلند کرے گا اور تمہارا کوئی گناہ معاف کر دے گا "[55]۔

۹- جنت میں نبی ﷺ کی رفاقت وصحبت سے سرفراز ہونے کا ایک عظیم ترین سبب نماز بھی ہے، اس کی دلیل ربیعہ الأسلمی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے، ان کا بیان ہے: میں (خدمت کے لیے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (صفہ میں آپ کے قریب) رات گزارا کرتا تھا، (جب آپ تہجد کے لیے اٹھتے تو) میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔(ایک مرتبہ) آپ نے مجھے فرمایا: " (کچھ) مانگو"۔تو میں نے عرض کی: میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو۔آپ نے فرمایا: "یا اس کے سوا کچھ اور؟" میں نے عرض کی: بس یہی۔تو آپ نے فرمایا: "تم اپنے معاملے میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو"[56]۔

۱۰- نماز کی عظمتِ شان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت جبریل کے واسطہ سے روئے زمین پر اس کی فرضیت نازل نہیں کی، بلکہ معراج نبوی ﷺ کی شب بغیر کسی واسطہ کے سات آسمانوں کے اوپر اسے فرض کیا[57]۔

---

(55) اسے مسلم (۴۸۸) نے روایت کیا ہے۔

(56) اسے مسلم (۴۸۹) نے روایت کیا ہے۔

(57) اسے بخاری (۳۴۹) اور مسلم (۱۷۳) نے روایت کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ:

۱-جب نمازی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کو ذہن میں رکھے کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے،اللہ تعالی اس کے روبرو ہے،اور وہ اپنی نماز میں اللہ سے سرگوشی کررہا ہے،اور اسے یہ بھی یاد رکھناچاہئے کہ اللہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے،اللہ اس کے سینہ اور دل کی کیفیت کو جانتا ہے۔اس تصور کی وجہ سے اس کا دل نماز میں منہمک اور اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے،جس طرح وہ اپنے جسم کے ساتھ نماز میں منہمک ہوتا ہے[58]۔

۲-اگر نمازی کے پاس کوئی ایسا عذر نہ ہو جو قیام کے لئے مانع ہو تو(ایسی صورت میں)کھڑے ہوکر فرض نماز پڑھنا اس کے لئے ضروری اور واجب ہے۔جب کہ قیام کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفلی نماز ادا کرنا اس کے لئے جائز ہے،لیکن اسے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کا نصف اجر ہی ملے گا[59]۔

۳-اگر کعبہ نمازی کے سامنے ہوتو نفس کعبہ کا استقبال اس کے لیے واجب ہے،لیکن اگر کعبہ اس کی نگاہ سے اوجھل ہو تو کعبہ کی سمت کا استقبال کرنا ضروری ہے[60]۔

۴-اگر نمازی مقتدی نہ ہوتو حالت نماز میں سترہ رکھنا اس کے لئے ضروری ہے،اس کے پاؤں اور سترہ کے درمیان کی دوری تین ہاتھ ہوگی،اور اس کی سجدہ گاہ اور سترہ کے درمیان کی مسافت بکری کے گزرنے کے برابر ہوگی،اورنمازی اپنے اور سترہ کے درمیان سے کسی کوگزرنے نہ دے[61]۔

---

(58)دیکھیں: صحیح بخاری(۴۰۶) (۴۳۱)، صحیح مسلم(۵۴۷)، سنن ابی داود(۴۸۵)، سنن نسائی(۷۲۳)اور ابن ماجہ(۶۲۴)

(59)دیکھیں: صحیح بخاری(۱۱۱۵) (۱۱۱۷)، سنن ابی داود(۹۵۲)، سنن ترمذی(۳۷۱)، سنن نسائی(۱۶۵۹)اور سنن ابن ماجہ(۱۰۱۶) (۱۰۲۳)

(60)دیکھیں:بخاری(۶۲۵۱)، مسلم(۳۹۷)،ترمذی(۳۴۲)،نسائی(۱۳۱۲،۲۲۴۲)، ابن ماجہ(۸۳۳،۸۷۶)۔

(61)دیکھیں:بخاری(۴۹۶،۵۰۶)، مسلم(۵۰۶،۵۰۸)،ابوداود(۶۹۸،۲۰۲۴)،نسائی(۷۴۷،۷۴۸)،ابن ماجہ(۷۸۸،۷۸۹)

۵-نمازی جو نماز ادا کررہا ہو،اس کی نیت کرنا اس کے لئے ضروری ہے،چنانچہ وہ اپنے دل میں فرض یا نفل نماز کی تعیین کے ساتھ نیت کرے مثلا ظہر یا عصر کی تعیین کے ساتھ نیت کرے،البتہ زبان سے تلفظ کے ساتھ کسی بھی چیز کی نیت نہ کرے[62]۔

٦-پھر تکبیر کہتے ہوئے اپنی نماز کا آغاز کرے،چنانچہ وہ "اللہ اکبر"کہے۔ امام ہونے کی صورت میں ہی"اللہ اکبر"بلند آواز سے کہے،اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھائے، یا اپنےدونوں کان کے لو تک اسے چھوئے بغیر اٹھائے،

اپنی دونوں ہتھیلی کے باطن کو قبلہ رخ رکھے، انگلیوں کو پھیلائےرکھے، دونوں ہتھیلیوں کو نہ پورے طور پر سمیٹ کر رکھے اور نہ ہی مکمل کھلا رکھے،اور "اللہ اکبر" کہنے کے ساتھ ہی یا اس سے کچھ قبل یا کچھ بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھائے، مقتدی اپنے امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے[63]۔

۷-پھر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہتھیلی اور کلائی کے اوپری حصہ پر رکھے،یا اپنی داہنی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کو پکڑے،یا اپنی داہنی ہتھیلی کو بائیں کلائی پر رکھے،دونوں ہاتھوں کوصرف سینے پر رکھے، ہاتھوں کو نہ ناف پر ،نہ ناف کے نیچے اور نہ ہی کمر پر رکھے،اور نہ ہی ہاتھوں کو سینہ کے بالائی حصہ پراس طرح رکھے کہ گلاتک پہنچ جائیں[64]۔

۸-تشہد کی حالت کو چھوڑ کرپوری نماز میں نگاہیں سجدہ گاہ پر رکھنا واجب ہے،چنانچہ(حالت تشہد میں)نمازی انگشت شہادت پر نگاہیں رکھے،دائیں بائیں نگاہ نہ دوڑائے،اور حالت نماز میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا نمازی کے لئے حرام ہے[65]۔

---

(62)دیکھیں:(بخاری١)، مسلم(١٩٠٧)،ابوداود(٢٢٠١)،ترمذی(١٦٤٧)نسائی(٧٥)،ابن ماجہ(٤٢٢٧)۔

(63) دیکھیں:بخاری(٧٣٦،٧٣٥) ،مسلم(٣٩١،٤٩٨)، ابوداود(٧٢٩،٦١)، ترمذی(٣٠٤،٣)، نسائی(١٠٥٦،٨٧٩)،ابن ماجہ(٧١٣،٧٠٩،٢٢٤)

(64)دیکھیں:مسلم(٤٠)، ابوداود(٧٥٩،٧٢٧)، نسائی(٨٩٠،٨٨٨)، ابن ماجہ(٦٦٨)۔

(65)دیکھیں:بخاری(٣٢٩١،٧٥٠)مسلم(٥٥٦،٤٢٨)ابوداود(٢٠٣٠،٩١٠)ترمذی(٥٩٠)نسائی(١١٧٥،١١٩٥)ابن ماجہ(٢٨٧٥)۔

۹-پھر کسی ایک دعائے استفتاح سے اپنی نماز کا آغاز کرے،مثلا یہ دعا پڑھے: "سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك إسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك"(اے اللہ!تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بابرکت ہے،اور تیری عظمت وشان بڑی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔)

یا یہ دعاپڑھے:"الله اكبر كبيرا،والحمد لله كثيرا،وسبحان الله بكرة وأصيلا"(اللہ بہت بڑا ہے، اور میں اسی کی بڑائی بیان کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور میں اسی کی خوب تعریف کرتا ہوں، اللہ کی ذات پاک ہے، اور میں صبح و شام اس کی ذات کی پاکی بیان کرتا ہوں)یا ان کے علاوہ دوسری دعائیں پڑھے جو حدیث میں وارد ہوئی ہیں،بہتر یہی ہے کہ ہر نماز میں مختلف دعائیں پڑھے تاکہ دل جمعی کے ساتھ نماز اداکرسکے اور سنت کی تمام شکلوں پر عمل ہوسکے[66]۔

۱۰-پھر شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے،چنانچہ کہے:"أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم"(میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے اور جاننے والا ہے)یا "أعوذ بالله من الشيطان الرجيم"پر اکتفا کرے،اس کے بعد "بسم الله الرحمن الرحيم "کہے،استعاذہ اور بَسملہ سِری طور پر کہے گرچہ نماز جہری ہی کیوں نا ہو[67]۔

۱۱-پھر سورہ فاتحہ پڑھے،سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے، صحیح قول کے مطابق[68] ہر رکعت میں سورۃفاتحہ پڑھے بغیر کسی مسلمان کی نماز درست نہیں ہوسکتی، خواہ وہ جہری نماز میں مقتدی ہی کیوں نا ہو۔سورہ فاتحہ کی ہر آیت کوالگ الگ پڑھنا اورہر آیت کے اخیر میں ٹھہرنا سنت ہے[69]۔

---

(66)دیکھیں:مسلم(۷۰۱)، ابوداود(۷۶۷)، ترمذی(۳۵۹۲،۲۴۳)، نسائی(۸۹۹،۸۸۵)، ابن ماجہ(۲۶۲)۔

(67)دیکھیں:(بخاری۵۰۴۶) ،ابوداود(۷۷۵،۴۰۰۱)،ترمذی(۲۴۲)۔

(68)(یہ معلوم شدہ بات ہے کہ علمائے کرام نے جہری نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کے حکم میں اختلاف کیاہے،یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جن کے دلائل باہم ملتے جلتے ہیں،لیکن راجح یہ ہے کہ جہری نماز میں بھی امام کے پیچھے مقتدی کاسورہ فاتحہ پڑھناواجب ہے،اور مقتدی کی قراءتِ فاتحہ امام کے سکتوں کے دوران ہوگی۔واللہ اعلم)

(69)دیکھیں:بخاری(۷۵۶،۱۳۳۵) مسلم(۵۹۹،۴۹۸) ابوداود(۷۹۸،۸۲۰،۴۰۰۱)، ترمذی(۲۹۲۷،۲۴۷)، نسائی(۹۰۹،۸۷۸) ،ابن ماجہ(۲۶۹)

۱۲-جہری نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد امام اور مقتدی حضرات کا بلند آواز سے آمین کہنا مستحب ہے، لیکن اگر نماز سری ہو یا نمازی منفرد (تنہا نماز پڑھ رہا) ہو تو سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین پست آواز سے کہے، اور اگر آمین نہ بھی کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں[70]۔

۱۳-پھر تھوڑی دیر خاموش رہے، لمبی خاموشی اختیار نہ کرے، سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سورہ، یا ایک سے زائد سورہ یا چند آیتیں پڑھنا مشروع ہے، پہلی رکعت میں دوسری رکعت کے بالمقابل لمبی قراءت کرنا مسنون ہے، آخر کی دو رکعتوں میں اکثر وبیشتر سورہ فاتحہ پر اکتفا کرے، لیکن کبھی کبھی سورہ فاتحہ کے ساتھ مزید دوسری سورہ پڑھنا بھی نمازی کے لئے جائز ہے[71]۔

۱۴-(امام) فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں، نماز جمعہ، عیدین کی نماز، صلاۃ کسوف اور نماز استسقاء میں جہری قراءت کرے، ظہر، عصر کی نماز اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخر کی دو رکعتوں میں سری قراءت کرے، اور مقتدی امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سری تلاوت کرے[72]۔

۱۵-قراءت کی مقدار مختلف نمازوں کے ساتھ مختلف ہوگی، چنانچہ سب سے لمبی قراءت فجر کی نماز میں ہوگی، پھر ظہر کی نماز میں پھر عصر اور عشاء کی نماز میں لمبی قراءت ہوگی، سب سے مختصر قراءت مغرب کی نماز میں ہوگی، امام کے لئے فجر کی نماز میں طوال مفصل، مغرب میں قصار مفصل اور باقی نمازوں میں اوساط مفصل پڑھنا مسنون ہے[73]۔

---

(70) دیکھیں: بخاری(۱۳۳، ۷۵۶) مسلم(۵۹۹، ۴۹۸) ابوداود(۴۰۰۱، ۸۲۰، ۷۹۸) ترمذی(۲۹۲۷، ۲۴۷) نسائی(۹۰۹، ۸۷۸) ابن ماجہ (۶۶۹)

(71) دیکھیں: بخاری(۷۷۴، ۷۵۹) مسلم(۴۵۱) ابوداود(۱۳۹۶) ترمذی(۲۹۰۱، ۴۱۷) نسائی(۱۶۹۹، ۹۹۱)، ابن ماجہ(۹۷۱، ۹۴۹)۔

(72) دیکھیں: بخاری(۷۴۶) مسلم (۸۸۰، ۸۷۸، ۴۵۱) ابوداود (۸۱۶، ۸۰۱، ۷۹۸) ترمذی (۵۳۳) نسائی (۱۵۲۰، ۴۷۴) ابن ماجہ (۱۰۶۶، ۶۸۲)۔

(73) دیکھیں: بخاری(۷۷۶، ۷۰۵، ۷۰۱) مسلم(۴۶۵، ۴۶۰، ۴۵۸) ابوداود(۸۱۲) ترمذی(۳۰۷) نسائی(۹۸۲)۔

طوال مفصل کا اطلاق سورۃ "ق" سے سورۃ "الناس" تک کی سورتوں پر ہوتا ہے، جبکہ طوال مفصل کا اطلاق سورۃ " ق" سے سورۃ "المرسلات" تک کی سورتوں پر ہوتا ہے، اور اوساط مفصل کے زمرے میں سورۃ "النبأ" سے سورۃ "اللیل" تک کی سورتیں آتی ہیں، اور قصار مفصل میں سورۃ "الضحی" سے سورۃ "الناس" تک کی سورتیں شمار ہوتی ہیں۔

۱۶ -اگر امام کو آیتوں میں تشابہ لگ جائے یا پڑھنے میں دشواری ہو یا وہ بھول جائے تو مقتدی کے لئے امام کو لقمہ دینا مشروع ہے[(74)]۔

۱۷-جب قراءت ختم کرلے تو تھوڑی دیر خاموش رہے پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے رکوع کے لئے تکبیر کہے، اور اس تکبیر کے ساتھ اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے جس کا ہم نے تکبیر تحریمہ میں ذکر کیا ہے، پھر اطمینان سے رکوع کرے، حتی کہ تمام اعضاء پرسکون ہوجائیں، اور اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑے رہے، اپنی انگلیوں کو اس قدر پھیلائے رکھے کہ گویا گھٹنوں کو تھامے ہوا ہو، اور اپنے دونوں بازوؤں اور کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے اور کلائیوں کو رانوں سے الگ رکھے، اپنی پیٹھ کو پھیلاکر سیدھی رکھے، سر کو نہ ہی اٹھاکر اور نہ ہی جھکا کر رکھے، بلکہ پیٹھ کے برابر رکھے، اور رکوع میں "سبحان ربی العظیم" تین بار یا اس سے زائد بار کہے، یا "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" تین بار کہے، اس کے لئے ان دعاؤں کے علاوہ وہ دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے جو حدیث میں وارد ہوئی ہیں، البتہ رکوع میں قرآن پڑھنا حرام ہے[(75)]۔

۱۸-پھر رکوع سے اپنا سر اور پیٹھ اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے: "سمع اللہ لمن حمدہ"۔ خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو، اگر مقتدی امام کے دعا پڑھنے پر ہی اکتفا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جب سیدھا

---

(74) دیکھیں: ابوداود (۹۰۷ا) ابن حبان (۲۲۴۱) ابن خزیمہ (۱۶۴۸) علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(75) دیکھیں: بخاری (۷۹۵) مسلم (۴۷۹،۴۹۸) ابوداود (۸۷۳،۸۷۱) ترمذی (۲۶۰،۲۵۱) نسائی (۱۰۳۸،۱۱۳۵) ابن ماجہ (۸۷۱) سیوطی فی الجامع الکبیر (۶۷۱۰)۔

کھڑا ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کواسی طرح اٹھائے، جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھے کے برابر یا کان کے برابر ہاتھوں کو اٹھایا تھا، پھر ہاتھوں کو چھوڑ دے[76]

نمازی کے لئے اطمینان سے کھڑا ہونا ضروری ہے، تاکہ ہر عضو اپنی جگہ لوٹ جائے، سیدھا کھڑے ہوجانے کے بعد یہ دعاپڑھے: "ربنا لک الحمد" یا یہ کہ: "ربنا ولک الحمد" یا دونوں دعا سے قبل "اللھم" کا اضافہ کرے، چنانچہ اس طرح چار مختلف دعائیں ہوئیں، اور حدیث میں اس قیام کے وقت دوسری دعائیں بھی ثابت ہیں، بہتر یہی ہے کہ مختلف نمازوں میں مختلف دعائیں پڑھے، تاکہ حدیث میں مروی مختلف شکلوں پر عمل ہوجائے اور دلجمعی بھی حاصل ہو[77]۔

۱۹- پھر سجدوں کے لئے تکبیر کہے، اور سکینت ووقار کے ساتھ زمین کی طرف جھکے، اور اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھے، پھر ہتھیلی، پیشانی اور ناک رکھے[78]۔

---

(76) بعض علمائے کرام نے طریقہ نماز کے تعلق سے متعدد احادیث سے یہ استنباط کیاہے کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا مشروع ہے، لیکن ان احادیث کے الفاظ اس جگہ اس کیفیت کے بیان میں غیر واضح ہیں، اسی لیے ہمارا موقف یہی ہے کہ رکوع سے مکمل سیدھا کھڑا ہوجانے کے بعد دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کرر کھنا چاہیے، اور ہم یہ تنبیہ بھی کرتے ہیں کہ یہ ایک جائز اجتہادی مسئلہ ہے، اور دو قول میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔

(77) دیکھیں: صحیح بخاری(۷۹۵)(۳۲۲۸)، مسلم (۳۹۱) (۷۷۱) ، ابوداود(۶۰۳)، ترمذی(۳۰۴) (۳۶۱)، نسائی(۱۰۶۰) (۱۱۴۹)، ابن ماجہ (۶۹۵) (۱۰۳۰)

(78) بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ سجدہ کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے قبل ہاتھ رکھاجائے گا، کیونکہ ایک حدیث ہے: "تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے" اس لئے کہ اونٹ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہے، جو اس کے آگے کے حصے میں اس کے پاؤں سے پہلے ہوتا ہے، سچ یہی ہے کہ ہم علمائے کرام کے ساتھ اس بات میں اتفاق رکھتے ہیں کہ اونٹ کے دونوں گھٹنے اس کے دونوں ہاتھوں میں ہوتے ہیں، البتہ حدیث میں ممانعت ہاتھوں کے سہارے بیٹھنے کی ہے نہ کہ گھٹنوں کے سہارے بیٹھنے کی، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے قول: "اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے" میں ممانعت اونٹ کے بیٹھنے کے طریقہ اور اس کی کیفیت میں مشابہت اختیار کرنے کی ہے، نہ کہ ممانعت اس عضو کی ہے جس پر اونٹ بیٹھتا ہے، اگر ایسا ہوتا تو حدیث میں لفظ نہی اس طرح آتا: "فلا يبرك على ما يبرك عليه البعير" کہ اس عضو پر نہ بیٹھے جس پر اونٹ بیٹھتا ہے، اگر آپ نمازی کے ہاتھ اور اس کے بعد گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی کیفیت پر غور کریں گے تو آپ پائیں گے کہ یہ بالکل اونٹ کے بیٹھنے کی طرح ہے جو پہلے اپنے ہاتھوں پر، پھر پاؤں پر بیٹھتا ہے، اور یہ مخفی بات نہیں کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں اختلاف رائے رکھنا درست ہے، اس لئے دو قول میں سے کسی کو اختیار میں کوئی حرج نہیں، واللہ اعلم۔

سجدوں میں اعتدال و اطمینان سے رہنا نمازی کے لئے ضروری ہے،اس طور پر کہ اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر اچھی طرح رکھے، ہتھیلی پھیلائے رکھے،اور دونوں ہتھیلیوں کو کانوں یا مونڈھوں کے برابر رکھے،انگلیوں کوملاکر قبلہ رخ رکھے،ہاتھوں کو کھڑارکھے، کہنیوں اور کلائیوں کو زمین سے اٹھائے رکھے،ران اور گھٹنوں پر نہ رکھے،اور گھٹنوں کو زمین پر اچھی طرح رکھے،ران کو پیٹ اور پنڈلی سے ہٹاکر رکھے،اور دونوں پاؤں کو کھڑا اور اچھی طرح زمین سے سٹاکر رکھے،اور دونوں ایڑیوں کو باہم ملا کر رکھے،اور پاؤں کی انگلیوں کے اطراف کو قبلہ رخ رکھے،اور سجدہ میں تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ یہ دعاپڑھے: "سبحان ربي الاعلى"یاتین مرتبہ یہ پڑھے:"سبحان ربي الاعلى وبحمده"۔ان دعائوں کے ساتھ حدیث میں وارد دیگر دعائوں کا اضافہ کرنا بھی جائز ہے،سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنا حرام ہے، سجدہ میں بکثرت دعا کرنا مستحب ہے،اس لئے کہ سجدہ قبولیتِ دعا کی جگہ ہے،اگر نمازی مقتدی ہوتو(دعا کی غرض سے)سجدہ سے اٹھنے میں امام سے تاخیر کرنا جائز نہیں[79]۔

۲۰-پھر سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہے،بائیں پاؤں کو زمین پر پھیلائے اور اس پر بیٹھے،دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کو جس حد تک ہوسکے قبلہ رخ کرے،ہاتھوں کو ران پر پھیلائےرکھے ،اور ہتھیلیوں کو ران کے اگلے حصے یا گھٹنوں کے اوپری حصہ پر رکھے،اس کیفیت کو "جلسہ الافتراش" کہا جاتا ہے، کبھی کبھی نمازی کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ دوسجدوں کے درمیان جلسہ میں دونوں قدموں پر اقعاء کے طریقے سے بیٹھے،اور اقعاء یہ ہے کہ دونوں قدموں کو کھڑا کرے-جس طرح حالت سجدہ میں کیاجاتاہے- اور ان پر بیٹھ جائے ،اور دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھے: "اللهم اغفر لي،وارحمني،واهدني،واجبرني،وعافني،وارزقني،وارفعني"(اے اللہ مجھے بخش دے،مجھ پر رحم فرما،مجھے ہدایت دے،میرے اوپر مہربانی فرما،مجھے عافیت دے،مجھے رزق دے،اور مجھے بلندی عطا کر)یا یہ کہے"رب اغفر،رب اغفر"اے میرے رب! مجھے بخش دے۔اے میرے رب! مجھے بخش دے[80]۔

---

(79) دیکھیں: بخاری (۳۹۰) (۵۳۲) (۸۱۲)، مسلم (۴۸۲) (۴۹۰) (۴۹۶)، ابو داود (۸۷۱) (۸۷۵) (۸۹۱)، ترمذی (۲۶۸) (۲۷۰) (۲۷۵) (۳۴۹۳)، نسائی (۱۰۴۵) (۱۱۰۵)، ابن ماجہ (۷۳۰) (۷۳۳)، سیوطی فی الجامع الصغیر (۶۷۱۰)

(80) دیکھیں: بخاری (۷۹۳) ، مسلم (۳۹۷) (۴۹۸) (۵۳۶)، ابوداود (۷۸۳) (۸۵۸)، ترمذی (۲۹۲)، نسائی (۱۰۶۸) (۱۳۱۳) (۱۱۵۷)، ابن ماجہ (۷۴۰) (۸۷۶) (۸۷۷)

۲۱-پھر تکبیر کہے اور دوسرا سجدہ کرے،اور دوسرے سجدے میں اسی صفت اور اذکار کو دہرائے جو پہلے سجدے میں کیا تھا[81]۔

۲۲ -پھر تکبیر کہے اوردوسرے سجدہ سے سر اٹھائے،نمازی کے لئے دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے قبل تھوڑی دیر اطمینان سے بیٹھنا مستحب ہے،بایاں پاؤں پھیلا کر اور دایاں قدم کھڑا کرکے بیٹھے،اسے جلسہ استراحہ کہاجاتا ہے،پھر آگے کی رکعت کے لئے بغیر کسی دوسری تکبیر کے کھڑے ہو،کھڑے ہوتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کا سہارا لے' اس حال میں کہ ہاتھ زمین پر پھیلے ہوئے ہوں یا سمٹے ہوئے ہوں[82]۔

۲۳-پھر دوسری رکعت پورے طور پر اسی طرح ادا کرے جس طرح پہلی رکعت ادا کیا تھا،سوائے یہ کہ دعائے استفتاح نہ پڑھے،قراءت سے قبل "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھنا نمازی کے لئے جائز ہے،یا اولِ نماز کے استعاذہ پر اکتفا کرتے ہوئے اسے چھوڑنا بھی جائز ہے،دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی قراءت سے مختصر قراءت کرے[83]۔

۲۴-جب دوسری رکعت میں سجدوں سے فارغ ہوجائے تو تشہد کے لئے جلسہ افتراش کے طریقے سے بیٹھے،تشہد میں دونوں قدموں پر اقعاء کے طریقے سے بیٹھنا جائز نہیں،بائیں ہتھیلی کو بائیں ران کے اگلے حصے پر پھیلائے رکھے،دائیں کہنی کو دائیں ران کے آخری حصے پر رکھے،دائیں ہتھیلی کو دائیں ران کے اگلے حصے پر رکھے،اور دائیں ہتھیلی کی تمام انگلیوں سمیٹ کر رکھے،اس طرح کہ انگوٹھا بیچ کی انگلی پر ہو،اور انگشت شہادت سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے،یا سب سے چھوٹی اور اس سے ماقبل کی انگلی کو سمیٹ کر رکھے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلیوں سے حلقہ بنائے،اور شہادت کی انگلی

---

(81) دیکھیں: بخاری(۷۹۳) (۶۶۶۷)،ابوداود(۸۳۶) (۸۵۷)،نسائی(۱۱۵۵) (۱۳۱۳)،ابن ماجہ(۱۰۶۰)

(82) دیکھیں: بخاری(۸۲۳) (۸۲۴) ،باوداود(۷۲۹) (۸۴۴)،ترمذی(۲۸۷) (۳۰۴)،نسائی(۱۱۵۵) (۱۱۵۲)،ابن ماجہ(۸۷۷)

(83) بخاری(۷۵۷)، (۷۵۹) (۸۰۳) ، مسلم(۳۹۷) (۵۹۹)،ترمذی(۳۰۴)،نسائی فی السنن الکبری:(۹۶۰)

سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے،اور نگاہ شہادت کی انگلی پر رکھے، پورے تشہد میں قبلہ کی طرف محض اس سے اشارہ کرے[84]، اسے حرکت نہ دے[85]۔

۲۵-پھر حدیث میں وارد کسی ایک صیغہ کے ساتھ تشہد کی دعا پڑھے،ایک مشہور دعا یہ ہے: "التحيات لله، والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله"

ترجمہ:"آداب،بندگیاں،پاکیزہ صلاۃ ودعائیں اللہ ہی کے لئے ہیں،اے نبی!آپ پر سلام،اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں،اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک وصالح بندوں پر،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

"السلام عليك أيها النبي"کے بدلے"السلام على النبي"کہے تو کوئی حرج نہیں،کیوں کہ بہت سے صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے،اگر"أشهد ان لا إله إلا الله"کے بعد "وحده لا شريك له"کا اضافہ کرے تو کوئی حرج نہیں،کیوں کہ یہ اضافہ صحیح روایتوں میں آیا ہے[86]۔

---

(84) دیکھیں: مسلم(۴۹۸) (۵۷۹) (۵۸۰)،ابوداود(۷۲۶) (۸۶۰) (۹۵۷) (۹۸۷)،ترمذی(۲۹۳) (۳۵۵۷)،نسائی(۱۲۶۴) (۱۲۶۶) (۱۲۷۴)

(85) بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ دوران تشہد انگشت شہادت کو حرکت دینا مشروع ہے،لیکن اسے تحریک دینے کے تعلق سے حدیث صرف ایک راوی کے طریق سے آئی ہے،اور اس تعلق سے اس راوی نے باقی ان تمام راویوں کی مخالفت کی ہے جنھوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ صرف اس سے اشارہ کیا جائے گا،اور انہوں نے تحریک کو ذکر نہیں کیا ہے،اسی بنیاد پر بعض محققین کا موقف یہ ہے کہ تحریک والی روایت شاذ ہے،کیونکہ (تحریک والی حدیث) کے راوی نے ان رواۃ کی مخالفت کی ہے جو اس سے زیادہ اوثق،حفظ کے اعتبار سے زیادہ متقن،اور تعداد میں اس سے کئی زیادہ ہیں،واللہ اعلم۔

(86) دیکھیں: بخاری (۸۳۱) (۱۲۰۲) ، مسلم (۴۰۲)، ابو داود (۹۷۱)، ترمذی (۲۸۹) (۱۱۰۵)، نسائی (۱۱۷۲) (۱۲۷۹)، ابن ماجہ (۷۴۳) (۷۴۴)۔

۲۶-اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے جو صیغے وارد ہوئے ہیں' ان میں سے کسی ایک صیغہ کے ساتھ درود پڑھے[87] ' ایک مشہور ترین صیغہ یہ بھی ہے:

"اللهم صـــل على محمد وعلى آل محمد كما صـــليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد"

(اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ اپنی رحمت نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آل محمد پہ برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے)۔

«اللَّهُمَّ صَـلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَـلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»[88]

(اے اللہ! محمد ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات اور آل واولاد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل واولاد پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔ اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات اور آل واولاد پر اپنی برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابرہیم علیہ السلام کی آل واولاد پر اپنی برکت نازل فرمائی۔ بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے)۔

۲۷-اگر دو رکعت والی نماز ہو تو دعائیں پڑھنے کے بعد سلام پھیرے جیسا کہ اس کی وضاحت آنے والی ہے۔ اگر تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو پہلے تشہد سے اٹھنے کے لئے حالت جلوس میں ہی تکبیر کہے اور اس تکبیر کے ساتھ- کبھی کبھار- رفع یدین کرے جس طرح تکبیر تحریمہ میں کرتا ہے اور کھڑا ہو جائے۔ یا تشہد سے اٹھ کر کھڑا ہو جائے اور جب سیدھا کھڑا ہو جائے تب تکبیر کہے

---

(87) بعض اہل علم کے نزدیک پہلے تشہد میں درود ابراہیمی پڑھنا مستحب ہے، کیوں کہ احادیث میں عموم ہے کہ اسے تشہد کے بعد پڑھا جائے، دوسرے تشہد کی قید نہیں آئی ہے، پہلے تشہد میں تخفیف اور جلدی کرنے کے تعلق سے جو بعض آثار آئے ہیں، وہ اس بات سے نہیں روکتے کہ اس میں درود ابراہیمی نہ پڑھی جائے، رہی بات دوسرے تشہد کو لمبا کرنے کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سلام پھیرنے سے قبل دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ واللہ اعلم

(88) دیکھیں: بخاری (۳۳۷۰)، مسلم (۴۰۵) (۴۰۷) ، ابوداود (۹۷۸)، ترمذی (۴۸۳)، نسائی (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) اور ابن ماجہ (۹۰۶)

اور تکبیر تحریمہ کی طرح رفع یدین کرے، پہلے تشہد سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کا سہارا لے، اس حال میں کہ ہاتھ زمین پر پھیلے ہوئے ہوں یا سمٹے ہوئے[89]۔

۲۸-اس کے بعد باقی رکعتوں کو بھی پہلی دو رکعات کی طرح مکمل کرے، ان رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے، -کبھی کبھار- سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت یا چند آیات پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، کیوں کہ نبی ﷺ سے ایسا کرنا ثابت ہے[90]۔

۲۹-جب آخری رکعت سے فارغ ہو جائے تو آخری تشہد کے لئے بیٹھ جائے، اس میں وہی طریقہ اختیار کرے جو پہلے تشہد میں کیا تھا، البتہ تورک کے ساتھ بیٹھے، تورک کی مختلف شکلیں ہیں: دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکالے۔ یا دائیں پاؤں کو زمین پر پھیلائے، اور بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکالے، اس طرح دونوں پاؤں کا رخ ایک ہی سمت میں ہو گا۔ یا اپنے دائیں پاؤں کو پھیلا کر رکھے، اور بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی اور ران کے درمیان سے باہر نکالے۔ ان تمام کیفیات میں ران کے اوپری حصے اور سُرین کو زمین سے سٹا کر رکھے۔ دونوں ہاتھوں کو اسی طرح رکھے جس طرح پہلے تشہد میں رکھا تھا البتہ بائیں ہتھیلی سے اپنے گھٹنے کو اس طرح پکڑے کہ گویا اس کو اپنی مٹھی میں لے رکھا ہو[91]۔

۳۰-جب تشہد اور درود شریف سے فارغ ہو جائے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا اس پر واجب ہے، جن کا ذکر اس دعا میں آیا ہے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ»

(یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے)۔

---

(89) دیکھیں: بخاری (۷۵۷) (۸۲۴)، مسلم (۳۹۷)، ابو داود (۷۲۹) (۷۴۴) (۷۶۱)، ترمذی (۳۰۳) (۳۰۴)، نسائی (۸۸۳) (۱۱۸۰) اور ابن ماجہ (۷۱۱) (۸۷۶)

(90) دیکھیں: بخاری (۷۷۶) (۷۹۳) اور مسلم (۳۹۷) (۴۵۱) (۴۵۲)

(91) دیکھیں: بخاری (۸۲۸)، مسلم (۵۷۹) (۵۸۰)، ابو داود (۷۲۹)، ترمذی (۳۰۴)، نسائی (۱۲۶۱) اور ابن ماجہ (۸۷۷)

اس کے بعد جو دعا چاہے کرے، خواہ ماثور ہو یا غیر ماثور، کیوں کہ یہ قبولیتِ دعا کی جگہ ہے(92)۔

۳۲-اس کے بعد "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہہ کر دائیں طرف سلام کرے اور اس طرح اپنا رخ پھیرے کہ پیچھے سے اس کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آئے، اس کے بعد "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہہ کر بائیں طرف سلام کرے اور اس طرح رخ پھیرے کہ پیچھے سے بائیں رخسار کی سفیدی نظر آئے، اگر چاہے تو صرف پہلے سلام میں لفظِ "وبرکاتہ" کا اضافہ کرے(93)۔

(92) دیکھیں: بخاری (۸۳۵) (۱۳۷۷)، مسلم (۴۳۱) (۵۸۲)، ابوداود (۹۹۷)، ترمذی (۲۳۸) (۲۹۵)، نسائی (۱۳۲۲) اور ابن ماجہ (۷۵۷)

(93) دیکھیں: بخاری (۱۲۴۴)، مسلم (۴۳۱) (۵۸۲)، ابوداود (۹۹۷)، ترمذی (۲۳۸) (۲۹۵)، نسائی (۱۳۲۲) اور ابن ماجہ (۷۵۷)

نماز سے متعلق بدعتیں، غلطیاں اور خلاف ورزیاں

* نمازی کا اپنے سامنے سترہ نہ رکھنا، سترہ سے مراد وہ شیء ہے جو نمازی اپنے سامنے رکھتا ہے تاکہ کوئی اس کی نماز نہ توڑے۔

* نماز سے پہلے بلند آواز سے نیت کرنا۔

* تکبیر تحریمہ یا دیگر تکبیروں کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے انگوٹھوں سے کان کو چھونا۔

* "اللہ اکبر" میں حرف "با" کو کھینچ کر پڑھنا، جس سے "اکبار" کا تلفظ ظاہر ہو، یہ ایسی غلطی ہے جس سے بہت سے علمائے کرام کے نزدیک نماز باطل ہو جاتی ہے۔

* نماز میں قیام کے دوران پیٹھ سیدھی نہ رکھنا۔

* نماز میں قراءت کرتے وقت ہاتھوں کو چھوڑ کر نیچے لٹکائے رکھنا یا انہیں کمر پر یا ناف پر یا ناف کے نیچے رکھنا، یا انہیں (سینہ کے) اوپر اس طرح رکھنا کہ گلا کے قریب پہنچ جائیں۔

* قراءت اور نماز کی دعاؤں کے وقت زبان اور ہونٹوں کو نہ ہلانا، بلکہ دل ہی دل میں پڑھنے پر اکتفا کرنا۔

* تکبیر تحریمہ کے بعد اور سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے دعائے استفتاح اور أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہ پڑھنا۔

* سورۃ فاتحہ پڑھنے میں غلطی کرنا، جیسے "ربِّ" کی جگہ "ربَّ" اور "ربُّ" پڑھنا، "الّذین" کی جگہ "الزین" پڑھنا، "أنعمتَ" کی جگہ "أنعمتُ" اور "أنعمتِ" پڑھنا، اور "الضّالین" کی جگہ "الظّالین" وغیرہ پڑھنا۔

* جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد آمین نہ کہنا۔

* پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا بعض آیتیں نہ پڑھنا۔

* تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پابندی سے اضافی آیتوں کی قراءت کرنا۔

* رکوع میں اعتدال کو بحال نہ رکھنا، رکوع کی حالت میں سر کو پیٹھ سے زیادہ جھکانا یا اس سے زیادہ اٹھانا، رکوع کے دوران ہتھیلیوں کو پنڈلیوں یا رانوں پر رکھنا، اور رکوع سے اٹھنے کے بعد اعتدال واطمینان کے ساتھ کھڑا نہ ہونا۔

* رکوع سے اٹھنے کے بعد حالتِ قیام میں پڑھی جانے والی دعا "ربناولک الحمد" کے بعد لفظ "الشکر" کا اضافہ کرنا۔

* رکوع سے اٹھنے کے بعد ہتھیلیوں کے باطنی حصہ کو (چہرے کی طرف کرکے) اس طرح اٹھانا۔ جس طرح دعا کی حالت میں رکھا جاتا ہے۔ یا انہیں چہرہ تک اٹھانا اور چہرے پر مسح کرنا۔

* نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد دعائے قنوت پڑھنا۔

* سات اعضائے جسم پر اطمینان کے ساتھ سجدہ نہ کرنا، اور سجدہ کے دوران ان میں سے کسی عضو کو زمین سے اٹھائے رکھنا۔

* سجدہ کے دوران کلائیوں کو زمین پر پھیلا کر رکھنا، بازوؤں کو پہلوؤں سے سٹا کر رکھنا اور دونوں پاؤں کو ایک دوسرے سے ہٹا کر رکھنا۔

* دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا، بلکہ اس میں جلد بازی اور بے اطمینانی کا مظاہرہ کرنا۔

* دو سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا کہ سرین اپنے قدموں کے درمیان رکھے اور پاؤں کا بالائی حصہ زمین سے ملادے۔

* دو سجدوں کے درمیان جو دعا وارد ہوئی ہے، اسے ترک کرنا، یا اس کے بجائے کوئی غیر مشروع دعا پڑھنا، جیسے یہ دعا پڑھنا: "اللهم اغفر لي ولوالدي" یا یہ دعا پڑھنا: "رب اغفر لي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب"۔

* دعا کرنے کی غرض سے تشہد سے پہلے والے سجدہ کو دیگر سجدوں سے کہیں زیادہ دراز کرنا۔

* جلسہ تشہد میں اس طرح بیٹھنا کہ سرین اپنے قدموں کے درمیان رکھے اور پاؤں کا بالائی حصہ زمین سے ملادے یا دونوں پاؤں کو کھڑا رکھے اور ایڑیوں پر بیٹھ جائے۔

* پورے تشہد میں دائیں ہتھیلی کو ران پر پھیلائے رکھنا اور انگشت شہادت سے اشارہ نہ کرنا۔

* تشہد میں درود ابراہیمی پڑھتے وقت محمد اور ابراہیم -علیہما الصلاۃ والسلام- سے پہلے "سیدنا" کا اضافہ کرنا۔

* سلام پھیرنے سے پہلے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح الدجال کے فتنہ سے پناہ نہ مانگنا۔

* پہلے سلام کے بعد دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور دوسرے سلام کے بعد بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو الٹ دینا۔

* نماز سے فاع ہونے کے بعد لازمی طور پر دعا کرنا اور اس پر ہمیشگی برتنا۔

* حالتِ قیام میں، یار کوع سے اٹھنے کے بعد، یا دو سجدوں کے درمیان یا تشہد کے دوران اوپر کی طرف دیکھنا۔

* نماز کے دوران ادھر اُدھر دیکھنا اور دائیں بائیں نظر گھمانا۔

* نماز کے دوران بغیر کسی ضرورت کے کثرت سے حرکت کرنا اور کپڑا وغیرہ سے کھیلنا۔

* رکوع میں اور اس سے اٹھنے کے بعد، سجدہ میں اور اس سے اٹھنے کے بعد، اور دو سجدوں کے درمیان جلد بازی اور بے اطمینانی کا مظاہرہ کرنا۔

* نماز کے دوران آستین چڑھانا، کپڑے کو باہم ملانا، یا اسے اٹھانا، یا اکٹھا کرنا۔

مساجد اور نماز باجماعت سے متعلق

غلطیاں اور خلاف ورزیاں(94)

* پیاز، لہسن یا سگریٹ جیسی بدبودار چیزوں کی ناپسند بو سے نمازیوں کو تکلیف پہنچانا۔

* جب مؤذن "قد قامت الصلاۃ" کہے تو "أقامھا اللہ وأدامھا" کہنا اور جب اقامت ختم ہو تو "حقاً لا إلہ إلا اللہ" کہنا۔

* امام کا نمازیوں کی صف بندی پر توجہ نہ دینا۔

* جب امام تکبیر تحریمہ کہے تو مقتدی کا "سمعنا وأطعنا غفرانک ربنا" کہنا۔

* جہری نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے امام کا پابندی کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا۔

* جب امام "إیاک نعبد وإیاک نستعین" پڑھے تو مقتدی کا "استعنا باللہ" کہنا یا انگلی سے اشارہ کرنا۔

* جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد امام کی اقتداء میں ہونے کے باوجود مقتدی کا کوئی چھوٹی سورت یا چند آیات کی تلاوت کرنا۔

* امام جب رکوع میں ہو تو مقتدی کا تیز قدموں سے، دوڑ کر، جلد بازی مچاتے ہوئے رکعت میں شامل ہونا تاکہ رکوع فوت نہ ہو جائے۔

* نئی صف بنانا، یا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہو جانا، جب کہ اگلی صف نامکمل ہو۔

* تاخیر سے آنے والے مقتدی کا اگلی صف سے ایک نمازی کو کھینچ کر اپنے ساتھ نئی صف میں کھڑا کرنا تاکہ نئی صف میں تنہا نماز نہ پڑھنا پڑے۔

* امام کے ساتھ حالت رکوع میں داخل ہونے کے لئے تاخیر سے آنے والے مقتدی کا صرف ایک تکبیر پر اکتفا کرنا، جب کہ اس کے لئے دو تکبیرات واجب ہیں، ایک تکبیر تحریمہ، دوسری تکبیر انتقال۔

---

(94) اس کتاب کی دوسری طباعت میں اس باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

* رکوع، سجدہ، جھکنے اور اٹھنے میں مقتدی کا امام پر سبقت لے جانا، یا ان کی موافقت کرنا، یا ان سے تاخیر کرنا۔

* جب امام سجدہ میں ہو یا دو سجدوں کے درمیان بیٹھا ہو، (تو تاخیر سے آنے والے مقتدی کا) ان کے کھڑے ہونے یا تشہد میں جانے کا انتظار کرنا اور نماز میں داخل نہ ہونا۔

* جب امام تشہد کے لئے بیٹھے تو آواز کھینچ کر اور دراز کر کے "اللہ اکبر" کہنا۔

* امام کے دوسرا سلام پھیرنے سے پہلے ہی مقتدی کا فوت شدہ رکعتیں پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا۔

* سلام پھیرنے کے بعد مصافحہ کرنا اور "تقبل اللہ" یا "حرما" جیسے الفاظ کہنا۔

خاتمہ:

اس کتاب میں نبی ﷺ کی نماز اور وضوء کا جو طریقہ ذکر کیا گیا ہے، اس کی کیفیت وہیئت میں مرد اور عورت سب برابر ہیں، کیوں کہ نبی ﷺ کی یہ حدیث سب کے لئے عام ہے کہ: "جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا"[95] نیز آپ ﷺ کی یہ حدیث بھی عام ہے کہ: "تم نے جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو"[96]۔ صحیح احادیث میں ایسی کوئی دلیل نہیں آئی ہے جس سے اس عموم کی تخصیص ہوتی ہو یا جو خواتین کے لئے وضوء اور نماز کا کوئی خاص طریقہ بتاتی ہو۔ رکوع وسجدہ اور جلسہ کے تعلق سے عورتوں کی جو خاص صفتیں وارد ہوئی ہیں، وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہیں اور نہ ان سے حجت قائم ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کی نماز اور وضوء کا جو طریقہ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے، اس کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالی نے میرے لئے اس مختصر کتاب کے اندر مذکورہ بالا مواد جمع کرنا میسر فرمایا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مجھے، میرے اسلامی بھائی اور بہنوں کو اس سے فائدہ پہنچائے، میری، میرے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين،

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين،

ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

(95) اسے بخاری (۱۵۹)، مسلم (۲۲۶) اور نسائی (۶۸) نے روایت کیا ہے۔

(96) اسے بخاری (۶۳۱) نے روایت کیا ہے۔

مصادر و مراجع:

اول: قرآن کریم

دوم: کتبِ احادیث:

۱- صحیح البخاری - مؤلف: محمد بن اسماعیل بخاری

ناشر: المکتبۃ السلفیۃ (قاہرۃ) - طباعت بار اول: ۱۴۰۰ھ

۲- صحیح مسلم - مؤلف: مسلم بن الحجاج النیسابوری

ناشر: دار إحیاء الکتب العربیۃ - طباعت بار اول ۱۳۷۴ھ

۳- صحیح ابی داود - مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: مکتبۃ التربیۃ العربی لدول الخلیج - طباعت بار اول ۱۴۰۹ھ

۴- صحیح الترمذی - مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: مکتبۃ التربیۃ العربی لدول الخلیج - طباعت بار اول ۱۴۰۸ھ

۵- صحیح النسائی - مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: مکتب التربیۃ العربی لدول الخلیج - طباعت بار اول ۱۴۰۷ھ

۷- سنن الدارمی - مؤلف: عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی

ناشر: دار المغنی للنشر والتوزیع - طباعت بار اول ۱۴۱۲ھ

۸- صحیح ابن خزیمۃ - مؤلف: محمد بن اسحاق بن خزیمۃ

تحقیق: محمد ناصر الدین الألبانی - ناشر: المکتب الإسلامی - طباعت بار اول ۱۳۹۱ھ

۹- صحیح ابن حبان-مؤلف: محمد بن حبان البستی- تحقیق: شعیب الأرناؤوط

ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ (بیروت)-طباعت بار دوم:۱۴۱۴ھ

۱۰-السنن الکبری-مؤلف: احمد بن شعیب النسائی- تحقیق: شعیب الأرناؤوط

ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ (بیروت)-طباعت بار اول ۱۴۲۱ھ

۱۱- صحیح الأدب المفرد-مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: دار الصدیق للنشر والتوزیع-طباعت بار اول:۱۴۱۴ھ

۱۲- صحیح الترغیب والترھیب-مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: مکتبۃ المعارف-طباعت بار اول ۱۴۲۱ھ

۱۳-مشکاۃ المصابیح-مؤلف: محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی- تحقیق: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: المکتب الإسلامی-طباعت بار سوم ۱۴۰۵ھ

۱۴- صحیح الجامع الصغیر-مؤلف: محمد ناصر الدین الألبانی

ناشر: المکتب الإسلامی-طباعت بار سوم ۱۴۰۸ھ

فہرست

تقدیم / ڈاکٹر محمد ہشام طاہری ابو صلاح---

مقدمہ------ ---

وضوء کی فضیلت---

نبی ﷺ کے وضوء کا طریقہ---

نواقضِ وضوء---

وضوء سے متعلق بدعتیں، غلطیاں اور خلاف ورزیاں-------------------------------

نماز کی فضیلت اور اسے ضائع کرنے کی شدید ممانعت------------------------------

نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ--

نماز سے متعلق بدعتیں، غلطیاں اور خلاف ورزیاں-------------------------------

مساجد اور نماز باجماعت سے متعلق غلطیاں اور خلاف ورزیاں-------------------------

خاتمہ--

مراجع ومصادر--

فہرست---